# ہماری نظر میں

QURANIC SUFISM

از:۔ ڈاکٹر میر ولی الدین (ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی) پروفیسر شعبہ فلسفہ عثمانیہ یونیورسٹی۔
ضخامت ۲۲۶ صفحات، قیمت:۔ دس روپیہ۔ (مجلد، رنگین گرد پوش)
ملنے کا پتہ:۔ موتی لال بنارسی داس پبلشرز، بنگلہ روڈ، جواہر نگر، دہلی ۶۔ (بھارت)

ڈاکٹر میر ولی الدین کا نام اور اُن کا علمی مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، علمی حلقوں میں وہ خاصی شہرت رکھتے ہیں، ڈاکٹر صاحب موصوف قدیم و جدید فلسفہ کے عالم ہیں، دینیات اور خاص طور سے روحانیات (تزکیہ و تصوف) سے اُن کو بڑا لگاؤ ہے، یہ کتاب اُن کے اسی شغف کی آئینہ دار ہے، بلکہ اُن کی شاہکار تصنیف ہے!

ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب کی کتاب "قرآن اور تصوف" کئی سال ہوئے ندوۃ المصنفین دہلی سے چھپ کر مقبول ہو چکی ہے یہ انگریزی کتاب جو اس وقت ہمارے سامنے ہے، اسی اُردو تصنیف کا عکس ہے، کتابوں کے اصل اقتباسات اور انڈکس کے سوا انگریزی اور اُردو کی دونوں کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں!

فاضل مصنف نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ اشراقیت تصوف میں داخل ہو گئی، جس کے نتیجہ میں "شے کی غیریت ذاتیہ کا انکار کر دیا گیا"۔ حالانکہ یہ تصور قرآن کے مخالف ہے کہ قرآن خلق کی غیریت کو واضح طور پر پیش کرتا ہے، یہ ایک زندقہ تھا جو مصر کے مشہور فلسفی فلاطینوس (متوفی ۲۶۹ء) کی تعلیمات کے اثر سے ظہور میں آیا ——— یہ کہ "حق ہی حق ہے، غیر حق ذاتاً اور وجوداً معدوم ہے"۔

ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب نے تصوف کی اصطلاحات کو کس قدر سلجھا کر بیان کیا ہے، اس کی ایک جھلک اس اقتباس میں نظر آسکتی ہے ——— "اعیان ثابتہ کیا ہیں؟" اس کے جواب میں وہ یہ فرماتے ہیں:۔

"حق تعالیٰ ازل سے علیم ہیں، صفت علم سے متصف ہیں، صفت علم حق تعالیٰ کی ذات میں سے جاوداں ہست و بود و خواہد بود۔ علم بغیر معلومات کے ممکن نہیں، عالم کو کسی "علوم" ہی کا علم ہوگا، لہٰذا حق تعالیٰ کے ان تین اعتبارات عالم، علم، علوم میں ابتدا ہی سے تمیز قائم کی جا سکتی ہے، اب معلومات الٰہیہ کیا ہیں؟ حقائق ممکنات ہیں، ذوات اشیاء ہیں، یعنی حق تعالیٰ کے سوا جتنی چیزیں مخلوق ہیں، حق تعالیٰ اُن کے خالق ہیں۔ مخلوقات کو وہ جان کر پیدا کرتے ہیں، پیدا کر کے نہیں جانتے، ورنہ جہل لازم آئے گا۔ تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً مخلوقات کو جو ازل سے حق تعالیٰ کے علم میں ہیں، بالفاظ دیگر جو ازل سے معلومات حق ہیں، اور حقائق یا ذوات اشیاء ہیں جن کے مطابق اشیاء کی تخلیق ہوتی ہے، "اعیان ثابتہ" کہتے ہیں، یہ "صور علمیہ" بھی کہلاتے ہیں، یہ علم الٰہی

کے تعینات ہیں، اُن کو اعدامات یا معدومات حق بھی کہتے ہیں"۔

ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب کے دوسرے مضامین ہم نے پڑھے ہیں، وہ شرک و بدعت کے سخت مخالف ہیں، اس کتاب میں بھی انھوں نے جگہ جگہ اس کا اظہار فرمایا ہے کہ ہر حال میں اللہ اللہ رہتا ہے اور بندہ بندہ ——— کہ "ذاتِ خلق اور ذاتِ حق، عبد و رب، شے اور وجود کی تمیز قائم کرنی ضروری ہے، جس نے یہ تمیز قائم نہیں کی وہ بدتمیز ہے، ملحد ہے، زندیق ہے"۔ مگر دوسری طرف وہ اسی کتاب میں یہ بھی فرماتے ہیں:۔

"..... اس استغراق و محویت کی حالت میں جب عبداللہ گم ہو جاتا ہے تو اللہ ہی رہتا ہے اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ نہ خالق ہے نہ مخلوق نہ عارف ہے نہ معروف، نہ طالب ہے نہ مطلوب، نہ عاشق ہے نہ معشوق"۔

——— اور ———

"اس مراقبہ کی مداومت و مواظبت سے اگر حق تعالیٰ چاہیں تو ایک خود فراموشی بھی پیدا ہو جاتی ہے، اب ناظر و منظور ایک ہو جاتے ہیں، حجاب اٹھ جاتا ہے اور وصالِ حق ہو جاتا ہے۔ اسی کو غلبہ ہو الباطن یا "فنا الفنا" کہتے ہیں، یہی معنی ہیں:۔ ع

"الفقر اذا تم ہو اللہ این است" کے!

"یہ محویت ہے "استردادِ امانت" ہے، اب عبداللہ نہیں ہو جاتا، عبد اب رہتا ہی نہیں، اللہ ہی اللہ رہتا ہے"۔

اس قسم کی عبارتیں ذہن کو کس قدر خلجان میں مبتلا کرتی ہیں! اور سنیئے:۔

"جب عبد کا قیام ذاتِ اللہ میں ہو جاتا ہے، تو چونکہ اللہ کی ذات سرورِ محض ہوتی ہے۔ اس لئے عبد اپنے اندر ایک ایسا سرور محسوس کرتا ہے، جو ناقابلِ بیان ہوتا ہے"۔

(صفحہ ۹۴۔ قرآن اور تصوف)

اوپر کے ان دونوں اقتباسات میں کس قدر تضاد پایا جاتا ہے، پہلے اقتباس میں یہ کہا گیا ہے "عبد اب رہتا ہی نہیں"۔ دوسرے اقتباس سے یہ ثابت ہوتا ہے "عبد رہتا ہے اس صفت کے ساتھ کہ وہ سرور بھی محسوس کرتا ہے" ——— پھر "ذاتِ اللہ میں عبد کا قیام"۔ یہ کس قدر فتنے میں ڈالنے والا فلسفہ ہے!

"خوب سمجھ لو کہ، خلق کا وجود حق تعالیٰ کے ظہور یا تجلّی و تمثل کے بغیر ناممکن ہے"۔ (صفحہ ۸۰)

آگے چل کر صفحہ ۸۳ پر حق تعالیٰ کے اس "ظہور و تجلّی" کی دلیل میں قرآن پاک کی یہ آیت پیش کی ہے کہ:۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

تو جب "خلق و کائنات" حق تعالیٰ کے "ظہور و تجلّی" ہی سے عبارت ہیں، اس صورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنائے دید پر "لن ترانی" کے بجائے اللہ تعالیٰ کو یہ فرما دینا چاہیئے تھا کہ یہ ساری کائنات ہی میری "تجلّی و ظہور" ہے، اور تم خود میری تجلّی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پھر "تجلّی" کیوں فرمائی! ——— اور پھر کوہِ طور بھی اللہ تعالیٰ کی تجلّی تھا، حضرت موسیٰ بھی اسی کی "تجلّی" تھے تو یہ کیا اعجوبہ پیش آیا کہ تجلی (فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ) کی "تجلّی" (کوہِ طور) ہی تاب نہ لا سکی، اور "تجلّی" ہی (کوہِ طور) ریزہ ریزہ ہو گئی اور تجلی (حضرت موسیٰ) ہی کو غش آ گیا۔

کاش! "تصوف" تزکیۂ نفس ہی تک محدود رہتا، مگر یہ جو "اشراقیت و مشائیت" اور "ویدانت و مانویت" کے طرز پر ایک پورا فلسفہ اور عجیب و غریب مصطلحات کا طلسم وجود میں آگیا ہے، اس کی نہ زبان کتاب و سنت اور آثارِ صحابہ سے ملتی ہے اور نہ مزاج! اس کو ہم لے کر بیٹھے بٹھائے کیوں خلجان میں ہوں، جب کہ ان حقائق کے جاننے کا ہمیں مکلف ہی نہیں بنایا گیا۔ اللہ اور رسول ﷺ نے اس کی کہاں تعلیم دی ہے اور صحابۂ کرام نے اس قسم کے مشاہدات کی کب مشق کی ہے کہ "عروج کے وقت عارف کی نگاہ (پہلے) عالمِ کثرت پر پڑتی ہے، پھر تفصیل و تعدد سے وہ اجمال کی طرف رجوع کرتی ہے۔ (پھر) کثرت میں وحدت (جو مرتبۂ اجمال ہے) کا ملاحظہ کرتی ہے، جب عارف کو شہودِ وحدت میں استغراق تام ہوتا ہے، تو اس پر ذات کی تجلی ہوتی ہے، اور یہ تجلی مستہلک ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے علم و شہود جو باعثِ امتیاز ہے فنا ہو جاتا ہے، اور یہ غائب ہو جاتا ہے، فانی زخویش ہو جاتا ہے، جب حالتِ شعور میں لوٹ آتا ہے تو بہ اعتبار فنائے شعور، اس کا نام غیب الغیوب رکھتا ہے، یہی مرتبہ احدیت ہے، جو سلبِ علم کے اعتبار کی رُو سے اعتبارِ شہود سے غائب ہوتا ہے، عارف اپنے اس شہود و غیب کے اعتبار سے مراتبِ الٰہیہ میں بھی امتیاز کرتا ہے، اور اُن میں وہ آن و زمان، تفصیل و اجمال، حضور و غیبت کو داخل کرتا ہے، لیکن حقیقت ان تمام اعتبارات سے منزہ ہے، وہ ایک ہی ذات ہے، جو ان تینوں تجلیات سے ہر وقت متجلی ہے جس میں آن و زمان کو مطلق دخل نہیں"۔ (۱۱۵ - ۱۱۶)

یہ کن حقائق کی ترجمانی ہے، یہ کیا لغز و معمہ ہے، یہ کیا واردات و کیفیات ہیں! اس فلسفہ کو کون سمجھے گا! اس پر عمل کرنے کے لئے کہاں کی مخلوق آئے گی ——— "متشابہات" جن کے پیچھے پڑنے سے قرآنِ کریم میں رد کا گیا ہے "فلسفہ و تصوف" کے رموز و حقائق کا ٹھیک یہی مزاج ہے!

ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب نے تصوف کے پیچوں کے سُلجھانے کی بہت کوشش کی ہے، اور بعض مقامات پر وہ خاصے کامیاب بھی رہے ہیں مگر مجموعی طور پر ان کی کتاب خود ایک بہت بڑی الجھن بن کر رہ گئی ہے!

Scanned with CamScanner